نحن انصار اللہ

"صحبت میں بڑا شرف ہے۔اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ ہی جاتی ہے۔اسی طرح صادقوں کی صحبت ایک روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔"

مسیح موعود و مہدی معہودؑ

جلد ۲۳، شمارہ نمبر ۳ محرم تا صفر ۱۴۴۳ء جولائی تا ستمبر ۲۰۲۲ء

”جو شاخ تنے سے جدا ہوتی ہے وہ سوکھ جاتی ہے“

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک نو مبائع ڈپٹی کلکٹر کے نام درج ذیل خط لکھوایا:

”مکرمی! السلام علیکم ۔

آپ کا خط بیعت کا آج ملا، اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ جو روکیں آپ نے اس وقت تک بیعت کے راستہ میں بیان فرمائی ہیں درحقیقت وہ ایک غلطی ہے جو اس زمانے میں بہت لوگوں کو لگی ہوئی ہیں، لوگ کہتے ہیں کہ مذہب اس وقت اختیار کرنا چاہیے جب انسان کے اعمال درست ہوجائیں حالانکہ مذہب ہی تو انسان کے اعمال درست کرتا ہے۔ اگر مذہب کے اختیار کرنے کے بغیر ہی انسان کے نفس کی اصلاح ہو سکتی تو پھر مذہب کی ضرورت ہی بہت کم رہ جاتی ہے۔ اعمال صالحہ صحیح عقائد کا نتیجہ ہیں اور عقائد کی درستی کے لیے ان ذرائع کو استعمال کرے جو انسان کی ترقی کے لیے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو لوگ مامور ہو کر آتے ہیں ان کی حیثیت ایک استاد کی سی ہوتی ہے کہ جس کا کام جاہل کو عالم بنانا اور عالم کو اپنے علم میں کامل کرنا ہوتا ہے۔ جب آپ نے ہر قسم کی رکاوٹوں سے قطع نظر کر کے صداقت کو قبول کیا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خود آپ کی ہدایت اور رہنمائی کرے گا، ہاں ایک حد تک کوشش انسان کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ ایک بات کو آپ یاد رکھیں، اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اس سے بہت فوائد حاصل ہوں گے، وہ یہ ہے کہ جو شاخ تنے سے جدا ہوتی ہے وہ سوکھ جاتی ہے، تعلقات کا قائم رکھنا ضروری ہوتا ہے، جہاں تک ہو سکے قادیان آنے کی کوشش کریں، جب تک نہ آ سکیں کبھی کبھی خط لکھتے رہیں، میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے دعا کروں گا، آپ جہاں تک ہو سکے اچھی طرح نماز میں باقاعدگی کی کوشش کریں اور اپنے مقدور بھر روزے بھی رکھیں، باقی کمزوری تو آہستہ آہستہ ہی دور ہوگی، جوں جوں معرفت ترقی کرتی ہے اعمال میں درستی پیدا ہوتی جاتی ہے .....سلسلہ کے حالات کی واقفیت کے لیے قادیان کا کوئی اخبار منگوایا کریں، اس سے تازگی ہوتی ہے، وہاں کی جماعت کے لوگوں سے ملتے رہیں۔ انسان کی زندگی کا واقعہ میں کوئی اعتبار نہیں ہوتا، بہت ہیں جو آخری وقت اپنے نفس کو بے فائدہ ملامت کرتے ہیں، پھر اس وقت واپس لوٹنا مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔“

(الفضل ۱۸مئی ۱۹۱۸ء صفحہ ۲ کالم ۲،۳)

نحن انصاراللہ

جلد ۲۳ ، شمارہ نمبر۳ — مجلس انصاراللہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ — جولائی تا ستمبر ۲۰۲۲ء

فہرست مضامین

مجلس انصاراللہ کینیڈا

ISSN 2560-886X (Print) ISSN 2560-8878 (Online) بین الاقوامی اشاعت حوالہ نمبر ishaat@ansar.com Tel: 905-417-1800 www.nahnuansarullah.ca : رابطہ

قرآنِ مجید

اَلۡحَجُّ اَشۡهُرٌ مَّعۡلُوۡمٰتٌ ۚ فَمَنۡ فَرَضَ فِيۡهِنَّ الۡحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوۡقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِى الۡحَجِّ ؕ وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يَّعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَيۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰى ۚ وَاتَّقُوۡنِ يٰٓاُولِى الۡاَلۡبَابِ ۝ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ ؕ فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفٰتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَـرَامِ ۖ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ ۚ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ ۝ ثُمَّ اَفِيۡضُوۡا مِنۡ حَيۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسۡتَغۡفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝ فَاِذَا قَضَيۡتُمۡ مَّنَاسِكَكُمۡ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِكۡرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ۝ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اُولٰٓٮِٕكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ ۝

(سورۃالبقرۃ ۱۹۸تا۲۰۳)

حج چند معلوم مہینوں میں ہوتا ہے۔ پس جس نے ان (مہینوں) میں حج کا عزم کرلیا تو حج کے دوران کسی قسم کی شہوانی بات اور بدکرداری اور جھگڑا (جائز) نہیں ہوگا۔ اور جو نیکی بھی تم کرو اللہ اسے جان لے گا۔ اور زادِسفر جمع کرتے رہو۔ پس یقیناً سب سے اچھا زادِ سفر تقویٰ ہی ہے۔ اور مجھ ہی سے ڈرو اے عقل والو۔ تم پر کوئی گناہ تو نہیں کہ تم اپنے ربّ سے فضل چاہو۔ پس جب تم عرفات سے لوٹو تو مَشعرِحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ اور اس کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اس نے تمہیں ہدایت کی ہے۔ اور اس سے پہلے تم یقیناً گمراہوں میں سے تھے۔ پھر تم (بھی) وہاں سے لوٹو جہاں سے لوگ لوٹتے ہیں۔ اور اللہ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس جب تم اپنے (حج کے) ارکان ادا کرچکو تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء کا ذکر کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ ذکر۔ پس لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو کہتا ہے اے ہمارے ربّ! ہمیں (جو دینا ہے) دنیا ہی میں دے دے۔ اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اور اُنہی میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ایک بڑا اجر ہوگا اُس میں سے جو انہوں نے کمایا۔ اور اللہ حساب (لینے) میں بہت تیز ہے۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسَةٍ عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللَّهُ وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بَيَانِ أَرْكَانِ الإِسْلاَمِ وَدَعَائِمِهِ الْعِظَامِ)

ترجمہ:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر رکھی گئی ہے، یہ کہ اللہ تعالیٰ کو واحد قرار دیا جائے اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيُّ الأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۔ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ قِيلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ حَجٌّ مَبْرُورٌ۔

(صحیح بخاری کتاب الحج باب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ)

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ عملوں میں سے کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا: پھر اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پوچھا گیا: پھر کون سا؟ فرمایا: حج مبرور یعنی وہ حج جو سراسر نیکی اور طاعت شعاری پر مبنی ہو۔

اقتباس

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام

''ظاہری نماز اور روزہ اگر اس کے ساتھ اخلاص اور صدق نہ ہو کوئی خوبی اپنے اندر نہیں رکھتا۔ جوگی اور سنیاسی بھی اپنی جگہ بڑی بڑی ریاضتیں کرتے ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ان میں سے بعض اپنے ہاتھ تک سکھا دیتے ہیں اور بڑی بڑی مشقتیں اٹھاتے اور اپنے آپ کو مشکلات اور مصائب میں ڈالتے ہیں۔ لیکن یہ تکالیف ان کو کوئی نور نہیں بخشتیں اور نہ کوئی سکینت اور اطمینان ان کو ملتا ہے بلکہ اندرونی حالت ان کی خراب ہوتی ہے۔ وہ بدنی ریاضت کرتے ہیں۔ جس کو اندر سے کم تعلق ہوتا ہے۔ اور کوئی اثر ان کی روحانیت پر نہیں پڑتا۔ اسی لیے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا :

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ؕ

یعنی اللہ تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے۔ حقیقت میں خدا تعالیٰ پوست کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ مغز چاہتا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اگر گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ تقویٰ پہنچتا ہے تو پھر قربانی کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اس طرح نماز روزہ اگر روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ یہ بالکل پکی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں ان کو روح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہےاور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں روح کو اس میں شریک نہیں کرتےوہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔ روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثرروح پر پڑتا ہے۔'' (ملفوظات ایڈیشن ۱۹۸۴ جلد ۴ صفحہ ۴۲۰-۴۲۱)

اقتباس

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”انصار اللہ کے الفاظ پر غور کریں، اس عہد پر غور کریں جو آپ اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں پڑھتے ہیں۔“

...... آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا کہ کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بن جاؤ، تو کیا مہاجرین اور کیا انصار سب ہی اس اعزاز کو پانے کی دوڑ میں شامل ہوگئے اور وہ کارہائے نمایاں دکھائے، ایسے ایسے کام کیے کہ ان کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ جو ہم غیر معمولی قربانیوں کے معیار اور اپنی حالتوں کو یکسر بدلنے کے نظارے صحابہ میں دیکھتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول سے غیر معمولی محبت کی وجہ سے تھا، جو محبت صحابہ کے ایمانوں کی ترقی نے پیدا کر دی تھی۔ ان کی عبادتوں کے معیار بھی ایسے تھے کہ جس کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کے دین کی خاطر جان، مال، وقت کی قربانی کے معیار بھی ایسے تھے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کی آپس کی محبت اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کے معیار بھی ایسے تھے کہ حیرت ہوتی ہے ..... جب نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا اعلان کیا تو اپنا سب کچھ اللہ، رسول اور اس کے دین پر نچھاور کر دیا۔ پس یہ نمونے ہیں جو آج آپ انصار اللہ کہلانے والوں نے دکھانے ہیں۔ پس جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ انصار اللہ کے الفاظ پر غور کریں، اس عہد پر غور کریں جو آپ اپنے اجلاسوں اور اجتماعوں میں پڑھتے ہیں۔ آج آپ سے تلوار چلانے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا، جنگ میں اپنے آپ کو جھونکنے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا، توپوں اور گولوں کے سامنے کھڑے ہونے کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا۔ مطالبہ ہے تو یہ ہے کہ اللہ کے حقوق ادا کرو، اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرو۔ اپنی عبادتوں کے وہ نمونے قائم کرو جو خدام کے لیے بھی مثال بن جائیں اور اطفال کے لیے بھی مثال بن جائیں، وہ تمہاری بیویوں کے لیے بھی مثال بن جائیں اور تمہاری بچیوں کے لیے بھی مثال بن جائیں۔ تمہاری مالی قربانیاں بھی ایسی ہوں جن کے نمونے سے دوسرے بھی فائدہ اٹھائیں۔

(خطاب بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ ۵، نومبر ۲۰۰۶ء ۔ بحوالہ الفضل ۱۲ جنوری تا ۱۸ جنوری ۲۰۰۷ء صفحہ ۳،۴)

مناسک حجِ بیت اللہ کی اغراض اور حکمتیں

از افاضات حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ قرآنی آیت وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (سورۃ البقرۃ: ۲۰۴) کی تفسیر میں مختلف مناسک حج کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”.....پھر احرام باندھنے میں بھی ایک خاص بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان کو یوم الحشر کا اندازہ ہو سکے۔ کیونکہ جیسے کفن میں دو چادریں ہوتی ہیں احرام میں بھی دو ہی ہوتی ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ کے لیے اور دوسری نیچے کے حصہ کے لیے۔ پھر سر بھی ننگا ہوتا ہے اور عرفات وغیرہ کا یہی نظارہ ہوتا ہے۔ جب لاکھوں آدمی اس شکل میں وہاں جمع ہوتے ہیں تو حشر کا نقشہ انسان کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں اور کفن میں لپٹے ہوئے ابھی قبروں سے نکل کر اس کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔

پھر حج بیت اللہ میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت ہاجرہؑ اور آنحضرت ﷺ کے واقعات زندگی انسان کی آنکھوں کے سامنے آجاتے ہیں اور اس کے اندر ایک نیا ایمان اور عرفان پیدا ہوتا ہے۔

یوں تو اور قوموں نے بھی اپنے بزرگوں کے واقعات تصویری زبان میں کھینچنے کی کوشش کی ہے جیسے ہندو دسہرہ میں اپنے پرانے تاریخی واقعات دہراتے ہیں مگر مسلمانوں کے سامنے خدا تعالیٰ نے اُن کے آباء و اجداد کے تاریخی واقعات کو ایسی طرز پر رکھا ہے کہ اس سے پرانے واقعات کی یاد بھی تازہ ہوجاتی ہے اور آئندہ پیش آنے والے حادثہ یعنی قیامت کا نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے کھچ جاتا ہے۔

اسی طرح رمی الجمار کی اصل غرض بھی شیطان سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے۔ اور ان جمار کے نام بھی جَمْرَۃ الدنیا، جَمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العُقبیٰ اس لیے رکھے گئے ہیں کہ انسان اس امر کا اقرار کرے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو شیطان سے دور رکھے گا اور عالم برزخ اور عالم عقبیٰ میں بھی ایسی حالت میں جائے گا کہ شیطان کا کوئی اثر اس کی روح پر نہیں ہوگا۔

اسی طرح ذبیحہ سے اس طرح توجہ دلائی جاتی ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار رکھے اور جب بھی اس کی طرف سے آواز آئے وہ فوراً اپنا سر قربانی کے لیے جھکا دے اور اُس کی راہ میں اپنی جان تک دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔

پھر سات طواف، سات سعی اور سات ہی رمی ہیں۔ اس سات کے عدد میں روحانی مدارج کی تکمیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس کے بھی سات ہی درجے ہیں جن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ چنانچہ سورۃ المومنون میں ان درجات کی تفصیل دی گئی ہے۔

اسی طرح حجر اسود کو بوسہ دینا بھی ایک تصویری زبان ہے۔ بوسہ کے ذریعہ انسان اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں اس وجود کو جس کو میں بوسہ دے رہا ہوں اپنے آپ سے جدا رکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے جسم کا ایک حصہ بن جائے۔

غرض حج ایک عظیم الشان عبادت ہے جو ایک سچے مومن کے لیے ہزاروں برکات اور انوار کا موجب بنتی ہے مگر افسوس کہ آج کل مسلمان صرف رسمی رنگ میں یہ فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے اس کی برکات سے پوری طرح متمتع نہیں ہوتے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم ۔ زیر تفسیر سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۰۴)

کم تر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے

جدید ایجادات کے بے جا استعمال کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کا انتباہ

عدنان احمد ۔ٹورنٹو ویسٹ ریجن

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور انسانی دماغ کو حیرت انگیز صلاحیتوں سے نوازا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان آغاز سے لے کر آج تک مسلسل ترقی کی منزلوں کو طے کرتا چلا آیا ہے۔ گو کہ انسانی تاریخ بہت سی ایجادات سے بھری پڑی ہے لیکن پچھلی چند صدیوں سے ان ایجادات میں بہت اضافہ ہوا ہے اور خاص طور پر گذشتہ کچھ دہائیوں سے ناقابل یقین اور محیر العقول ایجادات کی توفیق پائی ہے۔ قرآن حکیم میں انسانی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت بتلایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی مختلف نعمتوں کا ذکر کر کے انسان کو عبد شکور بننے کی تلقین فرماتا ہے ۔ انسان کا نت نئی ایجادات کی توفیق پانا بھی الٰہی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہےاور ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانا بالکل جائز ہے۔ موجودہ زمانے میں موبائل فون، ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی کثرت اور ان پر موجود سوشل پلیٹ فارمز کو انسان نے اپنے اوپر حاوی کر لیا ہےاور ان کے بے جا استعمال میں بہتات سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کمی پر بھی سمجھوتہ کرلیا ہے۔ بعض لوگ سوشل میڈیا کی دنیا میں اتنا گم ہیں کہ انہیں نماز کی ادائیگی، بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی اور اپنی صحت وغیرہ کے خیال کا بھی احساس نہیں، سوتے وقت آخری کام بھی فون پر نظر ڈالنا اور صبح اٹھتے وقت بھی آنکھیں کھول کر فون کا دیدار کرنا گویا کہ سونے اور جاگنے کی اب یہ ہی دعا ہے۔ ٹی وی کے پروگراموں میں اتنا محو ہونا کہ نماز کے وقت کا بھی احساس نہیں ہوتا، مسجد میں آتے وقت فون ساتھ رکھنا اور بجائے نوافل اور ذکر الٰہی میں وقت گزارنے کے، نماز کی اقامت تک بھی فون پر ٹکٹکی لگائے بیٹھے رہنا اور نماز ختم ہوتے ہی پھر فون میں مصروف ہوجانا اُن کی عادت بن گئی ہے۔ ایک اور قباحت جو سوشل میڈیا کے استعمال میں خاص طور پر واٹس ایپ میں دیکھنے کو ملتی ہے وہ موصول ہونے والے میسیجز کو آگے پھیلانا ہے۔ بغیر یہ تحقیق کرنے کے کہ بات درست ہے یا غلط ، محض اس بے چینی اور اندیشے سے کہ مجھ سے پہلے کوئی اور شخص نہ کہیں اس کو پہنچا دے ، خود پوری طرح پڑھے اور سنے بغیر ہی اس میسج کو forward کر دیا جاتا ہے اور اس بات کا کوئی دھیان نہیں رکھا جاتا کہ وہ میسج غلط بیانی یا بد ظنی یا قیاس آرائی وغیرہ پر مبنی تو نہیں۔ اس عادت کے بُرا ہونے کے متعلق آنحضرت ﷺ کا یہ انتباہ کافی ہے کہ ”کَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ“ . (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فِی التَّشْدِیدِ فِی الْکَذِبِ) یعنی کسی انسان کے گناہ کمانے کے لیے یہی بات ہی کافی ہے کہ ہر بات جو وہ سنتا ہے اُس کو آگے بیان کرتا پھرتا ہے۔

ایک مومن کے لیے یہ باتیں جائز نہیں۔ ایجادات کے استعمال پر ممانعت نہیں لیکن ان کا بے محل اور غیر ضروری استعمال ناجائز ہے۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کتاب الاستئذان میں ۵۲ نمبر پر باب کُلُّ لَھْوٍ بَاطِلٌ اِذَا شَغَلَہٗ عَنْ طَاعَۃِ اللّٰہِ باندھا ہے یعنی ہر کھیل تماشہ والی بات جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل کر دے، باطل ہے۔ امام بخاریؒ کا یہ باب نہایت جامع ہے اور چیزوں کی اجازت اور ممانعت کے درمیان مناسب حد لگاتا ہے۔

جب فونوگراف (Phonograph) ہندوستان میں آیا تو حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ عنہ رئیس مالیر کوٹلہ نے بھی یہ نئی ایجاد خرید کی اور اکتوبر۱۹۰۱ ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا: ”....ہم اپنی ایک تقریر جو عربی زبان میں ہو اور قریباً چار گھنٹہ کے برابر ہو، اس میں بند کردیں۔ جس میں ہمارے دعاوی اور دلائل بیان کیے جائیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں جہاں یہ لوگ جائیں، وہاں اس تقریر کو اس کے ذریعہ سنائیں۔ اس سے عام تبلیغ ہوجائے گی اور گویا ہم ہی بولیں گے اور یوں مسیح کے سیاح ہونے کے معنے بھی پورے ہوجائیں گے۔ آج تک اس فونوگراف سے صرف کھیل کی طرح کام لیا گیا ہے مگر حقیقت میں خدا نے ہمارے لیے ہی یہ ایجاد رکھی ہوئی تھی اور بہت بڑا کام اس سے نکلے گا۔“ (الحکم ۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء) تو آپؑ نے اس کی افادیت کا ذکر فرمایا ہے لیکن اپنے فرائض

سے غافل ہوکر اس کے کثرت استعمال سے بھی خبردار فرمایا ہے

جب تک عمل نہیں ہے دلِ پاک و صاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے
(درثمین۔ نظم معرفتِ حق)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہمیں بار بار ان نئی ایجادات کی تباہ کاریوں سے بچنے اور اپنی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں کوتاہی نہ برتنے کی تلقین فرمائی ہے۔ اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۰ مئی ۲۰۱۶ء میں فرماتے ہیں:

”برائیوں میں سے آجکل ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ کی بعض برائیاں بھی ہیں۔ اکثر گھروں کے جائزے لے لیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک صبح فجر کی نماز اس لیے وقت پر نہیں پڑھتے کہ رات دیر تک یا تو ٹی وی دیکھتے رہے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہے، اپنے پروگرام دیکھتے رہے، نتیجۃً صبح آنکھ نہیں کھلی۔ بلکہ ایسے لوگوں کی توجہ بھی نہیں ہوتی کہ صبح نماز کے لیے اٹھنا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں اور اس قسم کی فضولیات ایسی ہیں کہ صرف ایک آدھ دفعہ آپ کی نمازیں ضائع نہیں کرتیں بلکہ جن کو عادت پڑ جائے ان کا روزانہ کا یہ معمول ہے کہ رات دیر تک یہ پروگرام دیکھتے رہیں گے یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہیں گے اور صبح نماز کے لیے اٹھنا ان کے لیے مشکل ہو گا بلکہ اٹھیں گے ہی نہیں۔ بلکہ بعض ایسے بھی ہیں جو نماز کو کوئی اہمیت ہی نہیں دیتے۔“ (الفضل انٹرنیشنل ۱۰ جون تا ۱۶ جون ۲۰۱۶ء صفحہ ۶،۷)

پھر اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۲۰۱۶ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان ”ہر ایک چیز جو اللہ تعالیٰ کے قرب سے روکتی اور اس پر مقدّم ہوتی ہے وہ بُت ہے اور اس قدر بُت انسان اپنے اندر رکھتا ہے کہ اس کو پتا بھی نہیں لگتا کہ میں بُت پرستی کر رہا ہوں“ کی تشریح فرماتے ہوئے حضور انور فرماتے ہیں:

”کہیں آجکل کے زمانے میں ڈرامے بُت بن گئے ہیں۔ کہیں انٹرنیٹ بُت بن گیا ہے۔ کہیں دنیا کمانا بُت بن گیا ہے۔ کہیں اور خواہشات بُت بن گئی ہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل ۱۸ نومبر تا ۲۴ نومبر ۲۰۱۶ء صفحہ ۷)

اسی طرح خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ اپریل ۲۰۱۷ء میں فرمایا: ”ہر ایک کو اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک اپنے آپ کو بیہودہ اور مشرکانہ مجلسوں سے بچایا ہوا ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو کہیں گے کہ ہم تو ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم تو مشرکانہ مجلسوں میں نہیں بیٹھتے۔ لیکن یاد رکھیں کوئی مجلس ہو جیسے انٹرنیٹ ہے یا ٹی وی ہے یا کوئی ایسا کام ہے اور مجلس ہے جو نمازوں اور عبادت سے غافل کر رہی ہے وہ مشرکانہ مجلس ہی ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲ مئی تا ۱۸ مئی ۲۰۱۷ء صفحہ ۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں چیزوں کے درست اور مناسب استعمال کی توفیق دے۔ آمین

کلام الامام

زندہ وُہی ہیں جو کہ خُدا کے قریب ہیں
مقبول بن کے اُس کے عزیز و حبیب ہیں
اِس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اُس یار کے لیے رہِ عشرت کو چھوڑ دو
تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

(درثمین)

عمر کے آخری حصہ میں وصیت

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے عمر کے آخری حصہ میں وصیت کرنے والوں کے متعلق فرمایا

جو شخص ساری عمر کمائیاں کھانے، جائیدادیں بنانے اور انہیں آگے تقسیم کرنے اور زندگی کی رونقوں سے لطف اندوز ہونے کے بعد ایسی لمبی عمر میں جاکر وصیت کرے، اس کا یہ عمل وصیت کرنے کی روح کے ہی خلاف ہے۔ اس لئے ایسی وصیتیں شروع میں ہی قبول نہیں کرنی چاہییں۔

نظام وصیت۔ ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے سلسلہ
(صفحہ ۱۸۰)

رپورٹ محفل مشاعرہ بر موضوع ”خلافت“

مجلس انصار اللہ پیس ولیج مقامی، کینیڈا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس انصار اللہ پیس ولیج مقامی(Peace Village) کینیڈا کو مورخہ ۲۰ مارچ ۲۰۲۲ء بروز اتوار ”خلافت“ کے موضوع پر آن لائن محفل مشاعرہ منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں کینیڈا، امریکہ، پاکستان، برطانیہ اور جرمنی سے شعراء کرام نے شمولیت فرمائی۔ اس پروگرام کی صدارت محترم مبارک احمد عابد صاحب نے فرمائی جو کہ امریکہ میں مقیم ہیں۔ صدر صاحب انصار اللہ محترم عبدالحمید وڑائچ صاحب پروگرام کے مہمان خصوصی تھے۔

پروگرام کا آغاز غلام مصباح بلوچ صاحب نے تلاوت قرآن کریم سے کیا جس کے بعد مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ کینیڈا نے استقبالیہ پیش کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا، اس کے بعد شعر و سخن کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ خاکسار عبدالحمید حمیدی نے ناظم مشاعرہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور حسب روایت صدر مجلس کی اجازت سے خلافت کے موضوع پر چند شعر پڑھے:

دیکھنا اُن کو اِک عبادت ہے
مال و زر سے یہ بڑھ کے دولت ہے
روز کھلتا ہے پھول چہرے کا
مُسکرانا تو اُن کی عادت ہے
آج تک اُن سے کہہ نہیں پایا
آپ سے مجھ کو بھی محبت ہے

پھر جرمنی سے ظہور احمد کاہلوں صاحب اپنے کلام کے ساتھ شامل ہوئے:

اے خدایا شکر اے خدا
خلافت کا سو سال ہم نے ہے پایا
جو پودا تیرے ہاتھ نے تھا لگایا
ہمیں اُس کی سر سبز شاخیں بنایا

ٹورنٹو سے عطاء القدوس طاہر صاحب نے بھی خوبصورت کلام پیش کیا:

آسمانوں پہ کہیں رنگ بدلتا دیکھا
پھر وہی رنگ زمینوں پہ اترتا دیکھا
تمکنت زیست میں ہر آن اترتے دیکھی
امن کو خوف کی حالت سے ابھرتا دیکھا

ان کے بعد لندن (یوکے) سے بزرگ شاعر جناب شائق نصیرپوری صاحب نے اپنا کلام پیش کیا:

دین خدا کو بخشدی اپنے لہو کی کھاد
اے احمدی شہیدو! شہادت یہ زندہ باد
تم نے کیا ہے پرچم بیعت کو سر بلند
ہر احمدی کا فخر سے سر کر دیا بلند
آسماں نے بھی تمہاری شہادت کی دی ہے داد
اے احمدی شہیدو! شہادت یہ زندہ باد

ان کے بعد قندیل ادب کے روح و رواں محترم جناب رانا عبدالرزاق صاحب لندن (یوکے) سے شامل ہوئے:

کفِ پائے خلافت سے ہوئے روشن جہاں کتنے
ذرا سی ایک جنبش سے ہوئے دریا رواں کتنے
رواں ہے کاروانِ احمدیت جانبِ منزل
ابھی فکر و نظر کے درمیاں ہیں قادیان کتنے

جرمنی سے معروف شاعر جناب عبدالجلیل عباد صاحب نے بہت خوبصورت کلام پیش فرمایا:

ہم خلافت کے ہیں جاوداں، جاں نثار
اس کے چاروں طرف ہم ہیں آہنی دیوار
نسل در نسل عاشق خلافت کے ہیں
ہم سے بڑھ کر نہیں ہے کوئی پرستار

ان کے بعد پاکستان سے اطہر حفیظ فراز صاحب شامل ہوئے اور اپنا کلام یوں پیش کیا:

خلافت کے امیں ہم ہیں، امانت ہم سنبھالیں گے
جو نعمت چھن چکی پہلے، وہ نعمت ہم سنبھالیں گے
میرے رہبر! میرے مرشد! تیرے خدام کہتے ہیں
تمہیں چھاؤں میں رکھیں گے، تمازت ہم سنبھالیں گے

یوکے سے بہت خوبصورت کلام کے حامل اور ۱۷ کتب کے مصنف جناب ڈاکٹر منور احمد کنڈے صاحب نے ترنم کے ساتھ اپنا کلام بعنوان ”خلافت گیت“ پیش کیا:

ہے جس کے دل میں نبی کی یاد
خلافت اس دل میں آباد

ہم دل میں ثنا کے گیت ہی اب گاتے جائیں گے، گاتے جائیں گے

امریکہ سے مکرم جناب عبدالکریم قدسی صاحب نے ناسازی طبع (اللہ تعالیٰ اُن کو صحت کاملہ عطا فرمائے) کے باوجود شرکت فرمائی:

اپنے پیاروں کی طرف ہے نہ سگے بھائیوں کے ساتھ
ہے خلافت کی طرف پوری توانائیوں کے ساتھ
شہروں میں حبس اور کڑی دھوپ گاؤں میں
ہم عیش کر رہے ہیں خلافت کی چھاؤں میں

جناب عبدالکریم کوکب صاحب (یوکے) نے مشاعرے میں اپنی یہ نظم سنائی:

جب ملی اُن کی نگاہوں سے نگاہیں میری
یوں لگا دور ہوئیں ساری بلائیں میری

اس کے بعد عصمت اللہ صاحب نے خلافت کے موضوع پر مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب کی لکھی ہوئی نظم ” ترا پھول پھول چہرہ میں سدا بہار دیکھوں۔وہ گھڑی کبھی نہ آئے تجھے بیقرار دیکھوں“ نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

لاہور پاکستان سے جناب پروفیسر عبدالکریم خالد صاحب نے اپنا کلام پیش فرمایا:

چراغِ صبح روشن ہے فصاحت کا، تیرا کیا ہے
زبان اُس کی رواں دریا لطافت کا، تیرا کیا ہے
حصار عافیت میں ہم، غموں کے زائچے میں تم
بہت ہم کو سہارا اُس کی رحمت کا، تیرا کیا ہے
ہمیں ہر دم میسر ہیں محبت سے بھری نظریں
ہمارے سر پر سایہ ہے خلافت کا، تیرا کیا ہے

پروفیسر عبدالکریم خالد صاحب کے خلافت کے لیے محبت سے لبریز کلام کے بعد آخر میں محترم جناب پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب جو کہ محفل کے صدر مجلس بھی تھے، نے اپنے کلام سے نوازا:

ہمارے دل ہوئے یک جاں خلافت کے اُجالے سے
جماعت باجماعت ہے امامت کے حوالے سے
یہ وہ چھتری ہے جو چھائی ہے دنیا کے کناروں تک
یہ وہ چشمہ ہے جو روکے نہیں رُکتا ہمالے سے
یہی تو نور دیں، محمود بھی، ناصر بھی، طاہر بھی
یہ دل مسرور ہے اب بھی کسی زریں اُجالے سے
خدا کی نصرتیں اُس کی مدد کو دوڑ کر آئیں
کہ اس کے کام ٹلتے ہیں کہاں دنیا کے ٹالے سے

یہ محفل شعر و سخن جس میں تمام شعراء کرام نے خلافت سے اپنی محبت کو اپنے شعروں میں سجا کر پیش کیا اور دنیا بھر میں سامعین نے یو ٹیوب کے زریعے اس کو دیکھا اور سُنا، تقریباً ۹۰ منٹ تک جاری رہی۔ آخر میں خاکسار نے تمام شعراء حضرات کا شکریہ ادا کیااور محترم مبارک احمد عابد صاحب نے دعا کرائی اور اس طرح یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

(عبدالحمید حمیدی ۔ناظم اشاعت پیس ولیج مقامی،ٹورنٹو)

قرآن مجید سے پہلے اعوذ پڑھنے کی تعلیم میں حکمت

۔۔۔لوگ مذاہب بناتے ہیں، کوئی کہتا ہے گدّی بن جائے، کسی کو حکومت کا شوق ہوتا ہے، کسی کو دولت جمع کرنے کا خیال۔ غرض مختلف وجوہات ہیں جن سے لوگ دین اختیار کرتے ہوں گے۔ کوئی عیسائی بنتا ہے تو اُسے یہ خیال بھی آتا ہوگا کہ میرے ضلع کے ڈپٹی یا میرے صوبہ کے لفٹننٹ گورنر یا میرے ملک کے ویسرائے خوش ہوجائیں گے مگر محمدؐ رسول اللہ وہی تعلیم دیتا ہے جس سے خدا کا قرب، خدا کی خوشنودی حاصل ہو۔ وہ اپنے پیرؤوں کو تعلیم دیتے وقت ارشاد فرماتا ہے کہ شاید تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آجائے اس لیے اعوذاور بسم اللہ پڑھ لینی چاہیے۔ جن کو محض اپنا مذہب پھیلانے کا شوق ہوتا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں داخل ہو خواہ کسی طرح۔ مگر یہاں خدا سے ارشاد ہے کہ یہ دروازہ عشق الٰہی کا ہے اِس میں شیطانی ملونی سے نہ آؤ بلکہ شیطان پر لعنت بھیج کر، اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کر۔ پھر یہ اعوذ نہ صرف ابتداء میں ہے بلکہ انتہا میں بھی یہی ارشاد ہوتا ہے کہ جس سے یہ مراد ہے کہ الٰہی میں نے تیری کتاب کو پڑھا ہے، ممکن ہے کہ کئی قسم کے قصور سرزد ہوئے، اپنی عظمت کا خیال آگیا ہو کہ میں صوفی بن جاؤں، لوگ مجھے بزرگ کہیں، میرے پاؤں کو چومیں۔ پس اپنے رب کی پناہ میں آکر عرض کرتا ہوں کہ محض اسی کی محبت ہو جس کی خاطر میں لوگوں کو اس کی تلقین کروں۔

مدارج تقویٰ، تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۱۱ء۔انوار العلوم جلد ۱ صفحہ ۳۷۰

زبان کی حفاظت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلاَ اللَّعَّانِ وَلاَ الْفَاحِشِ وَلاَ الْبَذِىءِ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، بد زبانی کرنے والا اور نامناسب باتیں کرنے والا نہیں ہوتا۔

(ترمذی کتاب البر و الصلہ باب مَا جَاءَ فِي اللَّعْنَةِ)

دافع البلاء

امسال مجلس انصار اللہ کینیڈا کی تیسری سہ ماہی کے نصاب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ”دافع البلاء“ شامل ہے، یہ کتاب روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۸ کا حصہ ہے۔ اس کتاب کا پورا نام ”دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء“ ہے اور یہ ۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اپریل ۱۹۰۲ء میں مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حضرت حکیم فضل الدین بھیروی رضی اللہ عنہ شائع ہوئی۔ کتاب لکھنے کا بنیادی مقصد طاعون کا بطور انذار ہونا اور اس سے نجات کا بیان ہے۔

کتاب کے آغاز میں حضرت اقدس علیہ السلام نے مسلمان مولویوں، عیسائی پادریوں اور ہندو پنڈتوں کو مخاطب کرکے فرمایا ہے کہ ”اِس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور اس اپنے ناصح شفیق پر جلد ناراض نہ ہوں اور جس نسخہ کو وہ پیش کرتا ہے اُس کو آزما لیں۔ کیونکہ اس ہمدردی کے صلہ میں کوئی اُجرت یا پاداش اُن سے طلب نہیں کی گئی، محض سچے خلوص اور نیک نیتی سے انسانوں کی جان چھڑانے کے لئے ایک آزمودہ اور پاک تجویز پیش کی گئی ہے۔“ پھر مزید فرماتے ہیں: ”.... بلا شبہ اب دِن آگئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ و اللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین۔“

طاعون کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ اس کتاب میں فرماتے ہیں کہ ”سبز اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے اصنع الفلك بأعيننا و وحينا۔ انّ الذين يبايعونك انما يبايعون الله۔ يد الله فوق ايديهم۔ یعنی ایک کشتی میرے حکم اور آنکھوں کے رُوبرو بنا جو آنے والی مری سے بچائے گی، جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۶) اسی طرح طاعون کے متعلق مختلف الہامات درج کر کے آپؑ فرماتے ہیں: ”اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں:

(۱) اوّل یہ کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اُس کو دکھ دیا گیا .... پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے ....

(۲) دوسری بات جو اِس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کر لیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بد زبانی سے باز آ جائیں گے ....

(۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۹،۲۳۰) کتاب کے آخر پر حضور علیہ السلام نے چراغ دین جمونی کا خطرناک اور مضر حال بھی بیان فرمایا ہے۔

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق [illegible] کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء

بمقام

قادیان دار الامان

باہتمام حکیم فضل دین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰۰ — اپریل ۱۹۰۲ء